مولانا حافظ محمد نعیم صدیقی ندوی۔ ایم اے

کردار شکنی کا المیہ

رشوت رشوت ہر اس معاوضہ کو کہتے ہیں جو کسی فرض منصبی کی ادائیگی، واجب کام کی انجام دہی اور ناحق و ناجائز کام کرنے کے لیے نقد رقم یا کسی دوسری چیز کی شکل میں وصول کیا جاتا ہے۔ یہ تعریف تو ایک عام اور کثیر الوجود رشوت کی ہے۔ ورنہ اگر رشوت کے مفہوم کی وسعت کو دیکھا جائے تو اس میں اور بھی صورتیں آجائیں گی۔ مثلاً کوئی عہدہ دار اپنے منصب و عہدہ کی بنا پر کسی سے بلا استحقاق کوئی ایسا مفاد حاصل کرے کہ اگر وہ اس عہدہ پر نہ ہوتا تو وہ مفاد اسے حاصل نہ ہو سکتا۔ یہ بھی درحقیقت ایک قسم کی رشوت ہے۔ آج ہر محکمہ کے ذمہ دار اس رشوت میں ملوث نظر آتے ہیں۔ اور خال خال ہی کوئی ایسا افسر مل سکتا ہے۔ جو اس نوع کی رشوت سے اپنی پاکدامنی کا دعویٰ کر سکے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرٔ ما اخذ أ من الحلال ام من الحرام	لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ ہی نہ کرے گا کہ وہ کیا لے رہا ہے۔ حلال سے یا حرام سے

آج مرور وقت کے ساتھ عرب کے اس صاحب وحی اُمّی نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس پیش گوئی کے مظاہر کرپشن نئے عنوانات کے ساتھ نظر کے سامنے آتے جا رہے ہیں۔ آج کا ہر فرد مشین کے مانند کسب مال کے لیے گردش میں ہے۔ وہ ہمہ وقت مصروف اس فکر میں سرگرداں و غلطاں رہتا ہے کہ کس طرح بیش از بیش مال اسے حاصل ہو جائے۔ وہ کبھی بھول کر بھی یہ سوچ بچار اپنے حاشیہ دماغ میں نہیں لاتا کہ حصول

مال کا یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز، مناسب ہے یا نامناسب، حرام ہے یا حلال؟؟

یہی اور صرف یہی وجہ ہے کہ آج انسانی زندگی پر حرص و آز کی فرمانروائی ہے۔ کم کمانے والا زیادہ مال حاصل کرنے کے لیے ساعی ہے۔ اور زیادہ مال رکھنے والا بیش از بیش دولت حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہا ہے۔ اور اس کے لیے بلا کسی خوف و تذبذب پوری آزادی کے ساتھ تمام ناجائز طریقوں کو استعمال کر رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج دولت سے برکت یکسر ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ جس راہ سے مال کی ریل پیل ہوتی ہے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اسی راہ پر رخصت ہو جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"جو شخص حرام کا مال کھاتا ہے۔ اس میں برکت نہیں دی جاتی۔ اور اس کا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا، اور جو کچھ وہ پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے لیے دوزخ کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے۔"

رشوت ــــ قرآن میں

خداوند قدوس نے انسان کو رزق حلال حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ ہر شخص اپنی ضروریات حلال سے پوری کرے اور حرام کی طرف اس کی نگاہ بھی نہ اُٹھے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

یاایہا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ (بقرہ ع ۲۰)	مسلمانو! ہم نے تم کو جو رزق طیب دے رکھا ہے اس کو بے تامل کھاؤ اور (اس کے دینے والے) اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کی بندگی کا دم بھرتے ہو۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

یاایہا الناس کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوات الشیطان إنہ لکم عدو مبین (البقرۃ رکوع ۲۰)	لوگو! زمین میں جو چیزیں حلال طیب قسم کی ہیں۔ ان میں سے جو چاہے بے تامل کھاؤ اور شیطان کی اتباع نہ کرو وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید نے رشوت کی حرمت کو مستقل طور پر بھی واضح کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بہا الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون (البقرۃ ـــ ۲۳)	اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کے مال کو خورد برد نہ کرو۔ اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رسائی پیدا کرنے کا) ذریعہ بناؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال میں سے (تھوڑا بہت جو) کچھ ہاتھ لگے اس کو جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ۔

آیت مذکورہ بالا میں " أکل " درحقیقت " أخذ " کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یعنی مال کو ناجائز طریقہ سے لینا اور کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا ___ یہ مطلب نہیں کہ اگر اس مال کو کھایا نہ جائے بلکہ کسی اور مصرف میں استعمال کرلیا جائے تو وہ جائز ہو جائے گا۔ چونکہ عمومی طور پر مال کے حصول کا مقصد اسے اپنی اور متعلقہ خاندان کی معیشت کو خوشحال بنانا ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن نے یہاں " أکل " کا لفظ استعمال کیا۔ عام طور پر مفسرین نے اس لفظ کو " أخذ " کے معنی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی آیت زیرِ نظر کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں کہ

المراد من الأکل ما یعم الأخذ والإستیلاء[1]	یہاں اکل کا مفہوم لینے اور قبضہ میں کر لینے کو عام ہے۔

علامہ رشید رضا مصری لکھتے ہیں۔

المراد بالأکل مطلق الأخذ والتعبیر من الأخذ بالأکل معروف فی اللغة تجوزوا فیہ قبل نزول القرآن[2]	یہاں اکل سے مراد مطلق لینا ہے اور یہ لغت عرب میں معروف ہے اہل عرب نزولِ قرآن سے پہلے سے مجاز کے طور پر "اکل" کو "اخذ" کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔

ہمارے محترم مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اس آیت کی تفسیر میں یہی بات اور زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھی ہے ___ فرماتے ہیں :-

"اکل یہاں لفظی معنی میں نہیں یعنی صرف " کھانا " مراد نہیں بلکہ کسی طرح بھی اپنے تصرف میں لے آنا ہے۔ اردو میں محاورہ بھی ایسے موقع پر بولتے ہیں فلاں صاحب روپیہ کھا گئے یا رقم ہضم کر گئے اور بالباطل سے ہر ناجائز طریق مراد ہے .... وہ مال (حلال) بھی باطل ہی کے حکم میں آتا ہے جو اس کے مالک سے اس کی خوشدلی کے بغیر حاصل کیا جائے۔ گو مالک اسے خوشی سے دے رہا ہو لیکن شریعت نے اس امر کو ناجائز قرار دیا ہو"[3]

آیت بالا میں اموالکم کا لفظ قرآن کی بلاغت کا ایک نمونہ ہے حکم فرمایا۔ " اپنا مال نہ کھاؤ " بظاہر رشوت لینے والا دوسرے کا مال حاصل کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے ہی مال کو غلط سبب طریقہ

---

[1] روح المعانی ج ۲ ص ... [2] تفسیر المنار ج ۲ ص ۱۹۵ [3] تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۷۳، (پہلا ایڈیشن)

سے غصب کر رہا ہے۔ کیونکہ "انما المومنون اخوۃ" کے اصول کے تحت ملت کے تمام افراد ایک ہی برادری سے متعلق ہیں۔ ان میں باہم اس طور پر اسلامی اخوت پائی جاتی ہے کہ ایک انسان کی کوئی چیز درحقیقت پوری قوم کی ملکیت ہے۔ اس کی مثالیں قرآن میں دوسرے مقامات پر بھی موجود ہیں مثلاً لا تقتلوا انفسکم اور لا تلمزوا انفسکم۔ اس طرح کسی بھی فرد کے مال، جان اور آبرو کا احترام اور حفاظت اصل میں اپنے مال، جان اور آبرو کا احترام اور حفاظت ہے۔ اس لیے اس میں ناجائز و باطل طریق کا استعمال کس طرح جائز و مناسب ہو سکتا ہے۔

اور "باطل" کا مطلب یہ ہے کہ اس مال کے مقابل میں کوئی حقیقی شے نہ ہو جسے اس مال کا معاوضہ قرار دیا جا سکے۔ مثال کے طور پر ایک پیشکار کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ عوام کی درخواستوں اور شکایات کو حاکم کے روبرو پیش کرے۔ اب اگر وہ کسی شخص سے درخواست پیش کرنے کا کچھ "حق الخدمت" لیتا ہے تو یہ رشوت ہے اور قطعی ناجائز اور حرام۔ کیونکہ درخواست پیش کر کے تو اس نے اپنا فرض منصبی انجام دیا جس کی تنخواہ وہ ماہ بماہ حکومت سے وصول کرتا ہے۔ اب یہ حق الخدمت کے نام سے معاوضہ کے مقابل کوئی بھی چیز باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا اس کے جواز کا کوئی سوال نہیں۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:-

أما الباطل فهو ما لم يكن في مقابله	باطل وہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں کوئی حقیقی چیز
شيئ حقيقي .... فقد حرمت	موجود نہ ہو .... شریعت نے بغیر کسی حقیقی
الشريعة اخذ المال بدون	چیز کے مقابل میں ہوئے مال لینے کو جیسا کہ
مقابلة حقيقية[۵]	رشوت میں ہوتا ہے حرام قرار دیا ہے۔

مفسر ابو حیان اندلسی نے لکھا ہے کہ بالباطل سے مراد یہ کہ اموال کو کسی ایسے طریق سے لیا جائے جو مشروع اور جائز نہیں ہے۔ وہ رقمطراز ہیں:-

فيدخل في ذلك الغصب والنهب	چنانچہ اس میں لوٹ کھسوٹ، جوا، کاہن کی مٹھائی"
والقمار وحلوان الكاهن والخيانة	خیانت، رشوت، نجومیوں کا معاوضہ۔ اور ہر وہ
والرشا وما يأخذه المنجمون وكل	چیز داخل ہے جس کے لینے کی شریعت نے اجازت
مالم يأذن في اخذه الشرع[۶]	نہیں دی ہے۔

---

[۵] تفسیر المنار ج ۲ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ [۶] البحر المحیط ج ۳ ص ۵۶

تفسیر خازن میں ہے کہ ظلم کرنا، چوری کرنا، ڈاکہ ڈالنا، رہزنی کرنا، جوا کھیلنا، گانے بجانے کو ذریعہ روزگار بنانا، لہو ولعب کے ذریعہ روزی کمانا، رشوت لینا، جھوٹی گواہی دینا، جعلی دستاویز تیار کرنا، دروغ حلفی کرنا، حاکموں کو نذر ونذرانے اور ہدایا وتحائف پہونچانا، ان کی دعوتیں کرنا اور امانت میں خیانت کرنا یہ سب چیزیں "ناجائز طریق" (بالباطل) کی تعریف میں داخل ہیں۔[1]

رشوت احادیث میں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سماج وسوسائٹی سے تمام برائیوں کی جڑ کاٹتے ہوئے رشوت پر شدید نکیر فرمائی ہے اور رشوت لینے اور دینے دونوں کو موجب لعنت فعل قرار دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی[2] رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی فی الحکم[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں فیصلہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینے والے پر اور اس رشوت کے لینے والے پر لعنت فرمائی۔

اور حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الآکل والمطعم الرشوۃ[4]	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ کی لعنت ہے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر۔

اور نہ صرف رشوت لینے دینے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔ بلکہ وہ شخص جو ان دونوں کے درمیان معاملت اور دلالی کا کام کرتا ہے۔ اس کو بھی اسی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش الذی بینہما[5]	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی رشوت لینے والے اور دینے والے پر نیز ان دونوں کے درمیان معاملت کرنے والے پر

---

[1] تفسیر خازن ج۱ ص ۱۴۰ [2] جامع ترمذی۔ ابواب الاحکام ص ۱۵۹۔ [3] جامع ترمذی ص ۱۵۹ [4] کنز العمال ج۳ ص ۲۱۰ [5] مسند ابن حنبل ج۵ ص ۲۷۹

رشوت اور حکام سطور بالا میں رشوت سے متعلق قرآن کریم کی جو آیت درج کی گئی ہے اس میں تحریم رشوت کے ساتھ حکام کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ معاشرہ میں سب سے زیادہ حکام ہی اس میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ آج بھی عدالتوں میں، کچہریوں میں، سرکاری اور نیم سرکاری دفاتر میں اور پرائیوٹ تجارتی اداروں میں غرض ہر جگہ رشوت کی گرم بازاری اور نت نئی شکلوں میں اس کا دور دورہ نظر آتا ہے۔ کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ، کہیں نقد اور کہیں دوسرے ناجائز مفاد کی شکل میں۔ حالانکہ ہر محکمہ کا ذمہ دار درحقیقت عوام اور رعایا کے حقوق کا پاسبان اور اپنے شعبہ کا امین ہے۔ اگر وہ اپنے اس فرض میں کوتاہی اور خیانت کا ارتکاب کرتا ہے تو درحقیقت حقوق اللہ کے توڑنے کے ساتھ حکومت کی عمارت میں شگاف ڈالنے کا مرتکب ہوتا ہے۔

مؤتمر المصنفین کی ایک اور پیشکش

قومی اسمبلی میں

اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی سرگرمیاں

صورت شمشیر ہے دست قضا میں وہ قوم — کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبالؒ)

قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قراردادیں، مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقاریر، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا ردعمل — آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کیا گزری، تحاریک التوا، سوالات اور جوابات، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔

- ★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پہ۔
- ★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
- ★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ
- ★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی کے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے۔
- ★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد اور جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔
- ★ ایک ایسی کتاب جو جہاد حق اور غلبہ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی — کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے۔ صفحات ۰۰۴

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)